تحذیر الناس

ایک تحقیقی مطالعہ

سید شجاعت علی شاہ گیلانی

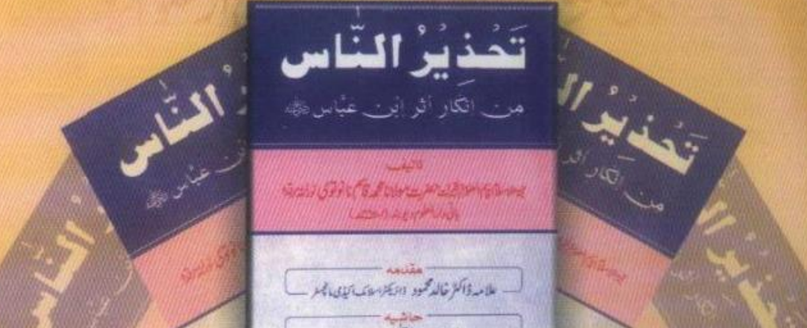

ادارہ تحقیقاتِ اہلِ سنّت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحذیر الناس۔ایک تحقیقی مطالعہ

تحذیرالناس۔ایک تحقیقی مطالعہ

سید شجاعت علی شاہ گیلانی

ادارہ تحقیقات اہل سنت

بلال پارک، بیگم پورہ، لاہور

جملہ حقوق محفوظ

کتاب

تحذیرالناس۔ایک تحقیقی مطالعہ

مصنف

پروفیسر سید شجاعت علی شاہ گیلانی

ناشر

ادارہ تحقیقات اہل سنت، بلال پارک، بیگم پورہ، لاہور

تقسیم کنندہ

دارالکتاب، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون:042-7235094

طابع

حنیف پرنٹرز، لاہور

اشاعت اول

اپریل 2008ء

قیمت: =/50

....

فہرست

پیش لفظ	۷
باب اول: تحذیر الناس کیا ہے؟	۹
باب دوم: تحذیر الناس کی عبارات کی توضیح اور اہل علم کی آرا	۲۱
باب سوم: تحذیر الناس کی عبارات کی حقیقت اور توجیہ	۳۹
تکملہ: مکتوب حضرت پیر محمد کرم شاہ بھیری	۵۲
عکسِ مکتوب	۵۵
کتابیات	۵۶

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ

وزریاته اجمعین۔ امابعد

بریلوی مکتب فکر کے کچھ افراد اس تردد کا اظہار کرتے ہیں کہ دارالعلوم دیو بند کے بانی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس میں ایسا قابل اعتراض مواد موجود ہے، جس کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کو نبوت کا دعوئی کرنے کا جواز مل گیا۔ اس مکتب فکر کے بعض اہل علم بھی بعض اوقات انتہائی غیر محتاط انداز میں گفتگو کر کے ایسے علاقوں میں جہاں مرزائیت موجود ہے اور لوگ دینی بیداری کی بنیاد پر اس کا راستہ روکے ہوئے ہیں، شکوک و شبہات پیدا کر کے نہ صرف مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہیں بلکہ مرزائیت کے کفر کو ہلکا کر کے ان کی ریشہ دوانیوں میں بالواسطہ ان کے ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔

یہ بات معمولی سی لگتی ہے مگر بڑی خطرناک اور نتائج کے اعتبار سے واقعۃً سم قاتل ہے۔ کہتے ہیں کہ گرمی وہاں محسوس ہوتی ہے جہاں آگ جلتی ہے۔ اس صورت حال میں صحیح ادارک ان لوگوں کو ہو سکتا ہے جو برسوں کی محنت سے کفر مرزائیت کا گھیرا تنگ کرنے میں کامیابی سے ہمکنار ہو رہے ہوں اور اچانک کوئی یہ نعرہ لگا دے کہ مرزا کو نبوت کا دعوئی کرنے کی راہ نعوذ باللہ

حضرت نانوتوی نے دکھائی اور یوں یہ لوگ ایک جملہ ادا کر کے علماء کی برسوں کی محنت کو بزعم خود صفر کرنے کی ناکام کوشش کریں۔

صاحب فہم و بصیرت اس بات کی تائید کریں گے کہ یہ کوئی دین کی خدمت نہیں بلکہ نادانستہ یا دانستہ اغیار کی سازشوں کا آلہ کار بننے کی جسارت ہے۔ یہ بات بھی مشاہدہ میں بارہا آئی ہے کہ ایسا جب بھی ہوا، اس کے در پردہ سازش میں انہی لوگوں کا ہاتھ پایا گیا۔ جن کا دیوبند یا بریلی سے دور کا بھی واسطہ یا سروکار نہیں بلکہ انہوں نے تو اپنے آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنی ہوتی ہے اور اس کے لیے اس طرح کی سعی لاحاصل میں مصروف کار ہوتے ہیں۔

اس ضمن میں ان سادہ لوح مسلمانوں کی تسلی و تشفی کے لئے، جو خالصتاً عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار مرزائیوں سے برسر پیکار ہیں مگر ناعاقبت اندیشوں کی ان غیر ذمہ دارانہ حرکتوں سے متردد نظر آتے ہیں، چند صفحات پیش خدمت ہیں۔ خداوند کریم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میری اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور قارئین کی اصلاح کا ذریعہ بنا کر میری نجات اخروی کا وسیلہ بنائے۔ آمین۔

اس رسالہ کو تین ابواب میں منقسم کیا جاتا ہے۔ باب اول میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے رسالہ تحذیر الناس تحریر کرنے کی وجہ اور حالات۔ باب دوئم میں تحذیر الناس کی بعض عبارات پر اعتراضات کے بارے میں خود حضرت نانوتوی کی وضاحتیں، ان کی دوسری کتب کے حوالہ جات اور دیگر علمائے اہل سنت و جماعت کی آرا، تیسرے باب میں تحذیر الناس کی عبارات مذکورہ کی حقیقت۔

شجاعت علی شاہ گیلانی

داتہ، مانسہرہ

بابِ اوّل

تحذیر الناس کیا ہے؟

رسالہ تحذیر الناس ایک استفتاء کا جواب ہے جو ہندوستان کے شہر بریلی میں رہنے والے ایک ممتاز عالم دین مولانا محمد احسن نانوتوی نے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔

یہ فتویٰ جس کا پورا نام تحذیر الناس (من انکار اثر ابن عباسؓ) ہے کتابی صورت میں پہلی بار ۱۲۹۰ھ بمطابق ۱۸۷۳ء میں مطبع صدیقی بریلی کے زیرِ اہتمام چھاپا گیا۔ (☆۱)

درحقیقت قصہ یہ ہے کہ مولانا محمد احسن نانوتوی کی غیر معمولی شہرت کی وجہ سے وہاں کے بعض حضرات حسد کی بناء پر ان کے خلاف ایسی محاذ آرائی میں مشغول تھے جس کی بنا پر وہ بریلی سے ترک سکونت اختیار کر کے ان کے لئے میدان خالی کریں۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری نے مولانا محمد احسن نانوتوی کی سوانح اور کارناموں پر ایک تحقیقی کتاب لکھی اور اس میں مولانا محمد احسن نانوتوی کے بریلی کالج میں تقرر اور وہاں ان کی مختلف علمی و عوامی خدمات کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس ذیل میں وہ لکھتے ہیں کہ آپ بریلی کالج میں شعبہ فارسی کے صدر مقرر ہوئے اور بعد میں جب شعبہ عربی کا اجراء ہوا تو اس کی صدارت بھی ان کو تفویض ہوئی۔ فاضل مولف مولانا محمد احسن کی عرصہ قیام بریلی میں وہاں کے عوام و خواص میں مقبولیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(☆۱) مولانا محمد احسن نانوتوی/ڈاکٹر محمد ایوب قادری/روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی کراچی/ص:۷۷۔

"باشندگان بریلی خصوصاً عمائدین شہر کہنہ (بریلی) مولانا محمد احسن نانوتوی پر بڑا اعتماد فرماتے تھے، بعض خاص معاملات میں مولانا کے مکان پر اکثر بریلی کے عمائدین واکابر کی مجلس مشاورت منعقد ہوتی۔ ایک موقع پر بریلی میں امساک باراں کی وجہ سے سخت پریشانی ہوئی تو مولانا محمد احسن نے "هو الذی ینزل الغیث الـخ" کا ختم کرایا۔ وعظ وتذکیر کا سلسلہ بھی جاری تھا لوگ مذہبی مسائل دریافت کرتے۔ مولانا نہ صرف اپنے محلہ کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے بلکہ عیدین کی نماز بھی عیدگاہ میں پڑھاتے تھے، گویا مسلمانان بریلی کی مذہبی قیادت مولانا محمد احسن کے ہاتھ میں تھی۔" (۲☆)

کسی کی اتنی شہرت بھی بعضوں کو چھبا کرتی ہے جب ایسی صورت ہو تو مخالفت کی راہ تلاش کر کے نیچا دکھانے کی سعی کی جاتی ہے۔ کچھ ایسا ہی مولانا محمد احسن نانوتوی کے ساتھ بھی ہوا ہے۔

مولانا کی علمی برتری اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ صوبہ شمال مغربی کے ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن (ناظم تعلیمات) نے نصاب کی اکثر کتب مولانا سے لکھوائیں۔ مولانا محمد احسن صاحب بریلی کے علمی وعوامی میدان میں عرصہ دراز تک چھائے رہے۔ کالج میں پڑھاتے تھے، کالج کے باہر گھر پر بھی طلباء کا ہجوم رہتا تھا۔ بریلی میں ان کا ایک پریس مطبع صدیقی کے نام سے قریباً ایک صدی تک علمی خدمت میں مصروف کار رہا۔ مولانا نے بعض نادر علمی کتب کی طباعت کا اہتمام کیا۔ اکثر کتب کے خود ترجمے کیے۔ کئی ایک پر حاشیہ لکھا جس سے ان کی افادیت دوبالا ہوئی۔ اسی مطبع سے ایک ہفت روزہ احسن الاخبار بریلی بھی نکلتا تھا۔ بریلی میں مولانا کا ایک کتب خانہ بھی تھا جس سے مطبع صدیقی کے علاوہ نولکشور لکھنو، احمدی پریس دہلی، نظام پریس

(۲☆) مولانا محمد احسن نانوتوی/ ڈاکٹر محمد ایوب قادری/ روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی، کراچی/ص:۵۸۔

کانپور، حسینی پریس بمبئی کی طبع شدہ کتابیں اوران کے علاوہ دیگر مطبوعات بھی فروخت ہوتی تھیں۔

مولانا نے ایک مدرسہ بنام مصباح التہذیب بریلی جو بعد میں مصباح العلوم بریلی کے نام سے بدل دیا گیا تھا قائم کیا اور عرصہ سے دینی خدمت میں مصروف ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بریلی میں مولانا محمد احسن نانوتوی کی خاص علمی حیثیت تھی اور لوگ ان پر اعتماد بھی کرتے تھے۔ چنانچہ حاسدوں نے ایک منصوبہ کے تحت بہت بڑی چال چلی جو کسی حد تک کارگر بھی ہوئی اور مولانا کے عوامی و علمی وقار کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر ڈاکٹر محمد ایوب قادری اپنی کتاب میں دور مخالفت کا عنوان دے کے لکھتے ہیں۔

"مولانا محمد احسن بریلی میں علوم اسلامی کی گرانقدر خدمات انجام دے رہے تھے۔ مطبع صدیقی سے اسلامی و تبلیغی لٹریچر خصوصاً شاہ ولی اللہ دھلوی کے علوم وافکار کی خوب نشرواشاعت ہو رہی تھی۔ مولانا بریلی کالج کے علاوہ طلباء کو گھر پر بھی درس دیتے تھے۔ تصنیف وتالیف کا سلسلہ قائم تھا۔ مدرسہ مصباح التہذیب بریلی کے ذریعے اسلامی علوم وفنون کی تعلیم جاری تھی۔ مولانا محمد احسن کی یہ مذہبی وعلمی خدمات بعض مسائل میں اختلاف کی وجہ سے بعض علماء کو ناگوار ہوئیں جن میں مولوی نقی علی خان بریلوی (☆۳) خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔" (☆۴)

مولوی نقی علی خان مرحوم کے حسد کی وجہ مولانا کی یہی شہرت تھی، کیونکہ مرکزی عیدگاہ کی امامت نے مولانا محمد احسن صاحب کو ایک بالاتفاق مرکزی حیثیت دے رکھی تھی، اب کسی اور کے لیے یہ مقام اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک مولانا محمد احسن کو ہٹایا نہ جاتا، چونکہ علمی میدان میں مقابلہ ناممکن تھا اس لئے سازش کا راستہ اختیار کیا گیا۔

(☆۳) مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے والد۔

(☆۴) مولانا محمد احسن نانوتوی/ڈاکٹر محمد ایوب قادری/روھیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی، کراچی/ص:۸۴۔

ہندوستان میں ان دنوں امکان نظیر اور امتناع نظیر پر بحث ہو رہی تھی۔ مولانا عبدالقادر بدایونی امتناع نظیر اور شمس العلماء مولانا امیر احمد سہسوانی امکان نظیر کا نظریہ پیش کرتے تھے اور مناظرے کی نوبت بھی آتی تھی۔ ان کے مناظر کے مفصل حالات کتاب کی صورت میں "مناظرہ احمدیہ،، کے نام سے ۱۲۸۹ھ میں مطبع شعلہ طور کانپور سے طبع ہوئے۔ اس مناظرہ میں در منثور میں نقل شدہ درج ذیل اثر جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے پر بھی بحث کی گئی اور امکانیوں نے اس کا اثبات اور امتناعیوں نے اس کی صحت کا انکار کیا۔

" ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کا دمکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کاابراھیمکم و عیسیٰ کعیسٰکم و نبی کنبیکم"

مولوی نقی علی خان صاحب نے ایک استفتاء بابت صحت وعدم صحت اثر ابن عباس مولانا محمد احسن نانوتوی صاحب کے پاس ارسال کیا۔ مولانا صاحب نے جواب دینے سے انکار کر دیا، مگر بعد میں جب مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے صحت اثر ابن عباس کا فتویٰ دیدیا اور مفتی سعداللہ صاحب نے اس کی تصدیق کر دی تو مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی نے ان دو حضرات کی تصدیق پر اپنی مہر تصدیق بھی ثبت کر دی جس پر رسالہ مناظرہ احمدیہ کے مولف مولوی محمد نذیر سہوانی نے آخر میں ایک جملہ بڑھا دیا کہ:

" مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی بھی اس اثر ابن عباس کی صحت کے معتقد ہیں اور اسی پر ان کی مہر بھی ثبت ہے اس کے علاوہ اور علماء بھی ان کے قائل ہیں۔" (☆۵)

دراصل یہ استفتاء مولانا محمد احسن نانوتوی کو بدنام کرنے کے لیے ان کے پاس ارسال کیا گیا تھا، انہوں نے مستفتی کی سازش کو بھانپ لیا تو خود کوئی جواب نہ دیا، چنانچہ مستفتی نے مولانا

(☆۵) مولانا محمد احسن نانوتوی/ڈاکٹر محمد ایوب قادری/ روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی، کراچی/ص:۸۵۔

عبدالحئی فرنگی محلی کے پاس ارسال کیا تو انہوں نے صحت اثر ابن عباس کا فتویٰ دیا اور مفتی سعد اللہ مرادآبادی سے بھی تصدیق کروائی۔ مولانا محمد احسن نانوتوی نے ان دو حضرات کی تصدیق پر گو کہ مہر تصدیق ثبت کردی، لیکن مولوی نقی علی خان کے ساتھی رحمت حسین کو ایک خط میں یہ لکھا کہ اگر کسی معتمد عالم کی تحقیق اس کے علاوہ ہوئی تو مجھے اس تصدیق سے رجوع کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہوگا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

جناب مخدوم ومکرم دام مجدہم

''پس از سلام مسنون التماس یہ ہے کہ واقع میں جواب مرسلہ مولوی نقی علی خان صاحب میری تحریر کے مطابق ہے میں نے یہ جواب اس جواب کا خلاصہ لکھا تھا جو مولوی عبدالحئی فرنگی محلی نے لکھا تھا اور اس پر تصدیق مفتی سعد اللہ صاحب کی بھی ہے اور مطبع علوی علی بخش خان (لکھنو) میں چھپا ہے اور زبانی سامنے شاہ نظام حسین صاحب کے میں نے یہ اقرار کیا کہ مجھ کو اس تحریر پر اصرار نہیں جس وقت علماء کے اقوال کتب مستندہ سے آئیں غلطی ثابت ہوگی میں فوراً اس کو مان لوں گا مگر مولوی صاحب نے براہ مسافرنوازی کوئی غلطی تو ثابت نہ کی اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع فرمادیا اور تمام بریلی میں لوگ اس طرح کہتے پھرے۔ خیر میں نے خدا کے حوالے کیا اگر اس تحریر سے میں عنداللہ کافر ہوں تو توبہ کرتا ہوں خداتعالیٰ قبول کرے، زیادہ نیاز''

عاصی محمد احسن عفی عنہ۔'' (☆٦)

ان اقتباسات اور اس وقت کی بعض دیگر تحریریں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مخالفت وتفرقہ کا

(☆٦) مولانا محمد احسن نانوتوی/ ڈاکٹر محمد ایوب قادری/ روحیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی، کراچی/ ص:۸۷۔

ماحول بنانا پہلے سے طے شدہ تھا اس مقصد کے تحت جونہی مناظرہ احمدیہ شائع ہوا، مخالفت اور طعن وتشنیع کا بازار گرم کردیا گیا۔ مولوی نقی علی خان نے مولانا محمد احسن نانوتوی پر کفر کا فتویٰ لگا کر اس کو بازار بریلی میں خوب مشتہر کیا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۹۰ھ میں مدرسہ مصباح التھذیب بند ہوگیا اور ساتھ ہی لوگوں کو ابھارا گیا کہ مولانا محمد احسن نانوتوی کی اقتدار میں عیدین کی نماز نہیں ہوتی اور دوسری جگہ یعنی حسین باغ بریلی میں خود مولوی نقی علی خان نے عید کی نماز پڑھائی، حالانکہ بریلی میں مولوی نقی علی خان کے علاوہ جید علماء کرام کی کوئی کمی نہ تھی جنکی اکثریت مولانا محمد احسن نانوتوی کو نہ صرف باکردار عالم سمجھتی تھی بلکہ ان کی عقیدت سے سرشار تھی۔

اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس سازش کی بنیادی وجہ مولانا محمد احسن نانوتوی کی عوامی مقبولیت وشہرت اور عیدگاہ کی امامت تھی جو مولوی نقی علی خان کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔

ڈاکٹر محمد ایوب قادری نے ایک اور نقطہ کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

''یہاں اس امر کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثر ابن عباس کے مسئلہ میں علماء بریلی اور بدایوانی نے مولانا محمد احسن کی بڑی شد و مد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خان کر رہے تھے اور بدایوں میں مولوی عبدالقادر بدایوانی بن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نقطہ آغاز تھا جو بعد میں ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گیا۔'' (☆۷)

عیدالفطر (شوال ۱۲۹۰ھ) کے موقع پر مولوی نقی علی خان نے عیدگاہ میں مولانا محمد احسن نانوتوی کے نماز پڑھانے کے خلاف محاذ آرائی شروع کردی حالانکہ مولانا ایک مدت سے عیدین کی امامت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اس صورت حال کو دیکھ کر مولانا نے درج ذیل تحریر

(☆۷) ایضاً/ص:۹۴

لکھنی موزوں سمجھی:

"اگر سید احمد شاہ صاحب نماز عیدگاہ میں پڑھادیں تو کسی طرح کا نزاع اور تکرار پیش نہ ہوگا نہ ہماری طرف سے نہ ہمارے دوستوں کی طرف سے اور درصورت نہ ہونے یا انکار کرنے سید صاحب کے قاضی غلام حمزہ صاحب کا امام ہونا مناسب ہے اس پر بھی کچھ تکرار نہ ہوگی اگر انہوں نے بھی قبول نہ کیا تو ہم کو کچھ بحث نہیں کسی کی امامت سے ہماری طرف سے نزاع نہ ہوگی۔" (☆۸)

مگر صورحال میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی آخرکار مولانا محمد احسن نانوتوی نے مولوی نقی علی خان کو عیدگاہ سے یہ پیغام بھجوایا کہ:

"میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانا نہیں چاہتا آپ تشریف لائیں جسے چاہیں امام کیجئے میں اس کی اقتدا کرلوں گا"۔(☆۹)

لیکن پھر بھی مولوی نقی علی خان نے اپنی علیحدہ حسین باغ میں نماز پڑھائی اور نماز کے بعد اثر ابن عباس کی صحت تسلیم کرنے کی وجہ سے مولانا محمد احسن نانوتوی کی تکفیر کی۔

اس صورت حال کے پیش نظر مولانا محمد احسن نانوتوی نے مولوی نقی علی خان کے ساتھی رحمت حسین کے نام تحریر ارسال کردی تھی مگر مولوی نقی علی خان اس تحریر سے مطمئن نہ تھے ان کی رائے میں اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا محمد احسن نانوتوی منکر خاتم النبیین ٹھہرتے تھے اس لیئے انہوں نے رام پور سے ایک فتوی مولانا محمد احسن نانوتوی کی تکفیر کے مضمون کا منگوایا اور خوب مشتہر کرایا۔ چنانچہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے مولانا محمد احسن نانوتوی نے اپنی صفائی میں یہ اشتہار پیش کیا۔

(☆۸) مولانا محمد احسن نانوتوی / ڈاکٹر محمد ایوب قادری / روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی، کراچی / ص:۸۶۔

(☆۹) ایضا / ص:۸۷

''عید الفطر کے روز چرچا ہورہا تھا کہ مولوی نقی علی خان صاحب نے ایک استفتاء رام پور سے منگوایا ہے جس کی رو سے میری تکفیر مشتہر کی وہ استفتاء میری نظر سے بالتفصیل نہیں گزرا، بعد میں تشریف آواری مولوی یعقوب خان صاحب اس کی نقل میں نے مفصل دیکھی اور اس عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر پر میں بھی علماء کے ساتھ متفق ہوں یعنی جو شخص خاتم النبین سوائے آنحضرتؐ کے ساتھ کسی دوسرے کو جانے اور آپؐ کی نبوت مخصوص کسی طبقہ کے ساتھ مانے وہ شخص میرے نزدیک بھی خارج از دائرہ اسلام اور کافر ہے۔ لہٰذا برنظر دور کرنے مظنہ عوام کے یہ اشتہار دیتا ہوں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے سوا نہ کوئی خاتم النبین ہوا نہ ہوگا پس خلاف اس عقیدہ کے غیر صحیح اور غلط تصور کیا جائے۔

المشتہر: محمد احسن نانوتوی'' (☆۱۰)

یہ سارے جتن کر چکنے کے بعد جب کوئی بات کارگر ثابت نہ ہوئی اور مولوی نقی علی خان فتویٰ کفر پر مصر رہے جو انہوں نے خود ساختہ تشریح کی بنیاد پر جاری کیا تھا تو ان حالات میں مولانا محمد احسن نانوتوی صدیقی نے درج ذیل استفتاء اسی اثر کے متعلق اس وقت کے بڑے عالم جامع المعقول والمنقول فلسفی اور اسلام کے بڑے داعی و مناظر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی خدمت میں ارسال کیا۔

''کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بات میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے کی تھی درباره قول ابن عباسؓ جو درمنثور وغیرہ میں یوں ہے (ان اللّٰہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کا دمکم و نوح

(☆۱۰) مولانا محمد احسن نانوتویؒ/ڈاکٹر محمد ایوب قادری/ روھیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی، کراچی/ص:۸۸۔

کنو حکم و ابراھیم کاابراھیمکم و عیسیٰ کعیسٰکم ونبی کنبیکم)
کے متعلق یہ عبارت تحریر کہ میرا عقیدہ ہے کہ حدیث مذکورہ صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں ہر طبقہ میں مخلوق الٰہی ہے اور حدیث مذکورہ سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگر چہ ایک ایک ختم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر ان کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرتؐ کے ہوں اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر " ولقد کرمنا بنی آدم " میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے تو بلاشبہ آپؐ جو تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپؐ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے اور باوجود اس تحریر کے یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہو گا تو مان لوں گا۔ میرا اصرار اس تحریر پر نہیں۔ پس علماء شرع سے استفسار ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کے متحمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت ہوتا ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا !(☆۱۱)

اس کے جواب میں جو تحریر مولانا محمد قاسم نانوتوی نے لکھی وہ ایک مکمل رسالہ بن گیا اور تحذیر الناس کے نام سے چھپا۔ اس رسالہ کے آخر میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی کا جواب بھی شامل ہے اور مفتی محمد نعیم کی تائید بھی۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے اس مدلل جواب نے بحث کا رخ ہی موڑ دیا ابھی تک تو اثر ابن عباس کی صحت وغیرہ پر مناظرہ ہو رہا تھا، چونکہ بظاہر اس کے صحیح نہ ہونے کی اصولی طور پر کوئی دلیل موجود نہ تھی اس لیے صحت کا انکار ممکن نہ تھا، چنانچہ حضرت نانوتوی رقم طراز ہیں:

''اس اثر میں علت غامضہ بھی نہیں جو اس راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام

(☆۱۱) تحذیر الناس/مولانا محمد قاسم نانوتوی/قاسمی پریس دیوبند/ص ۲

بیہقی کا اس کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت غامضہ خفیہ قادحہ فی الصحہ نہیں۔'' (☆۱۲)

تاہم حضرت نانوتوی نے اس اثر کی ایسی تاویل وتوجیہ کی کہ جس سے آنحضرت کی ختم نبوت پر کوئی زد نہ پڑے اور اس اثر کے ازروئے اصول جرح و تعدیل صحیح ہونے کے باوجود منکرین ختم نبوت کے استدلال ہوا میں تحلیل کردیئے اور انکار ختم نبوت جو مرزائیوں کا عقیدہ ہے کی راہ مسدود کردی۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ثابت کیا کہ آپ کی فضیلت اور بزرگی دیگر انبیاء پر خاتمیت مرتبی کی وجہ سے ہے اور خاتمیت مرتبی کا یہ تقاضا ہے کہ خاتمیت زمانی ومکانی کو تسلیم کیا جائے کیونکہ ایسا نہ کرنے سے خاتمیت مرتبی پہ حرف آئے گا۔ آپ کی اس فضیلت وبرتری کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں آپ کے بعد کسی کا مثیل یا تابع ہونا ناممکن ہے اور آپؐ سے پہلے کے جملہ انبیاء سے آپؐ خاتمیت مرتبی کے حوالے سے افضل و برتر ہیں۔ (اس کی مزید وضاحت آئندہ صفحات میں آئے گی۔)

چونکہ بنیاد مولانا محمد احسن نانوتوی صدیقی صاحب کی تکفیر تھی اور یہ اس وقت کے حالات میں ان لوگوں کی ضرورت تھی اور ادھر مولانا محمد قاسم نانوتوی کی وضاحت اس بحث کو مکمل طور پر بند کررہی تھی اس لیے صاحبوں نے تحذیر الناس کی تین مختلف عبارتوں کو یکجا کر کے ایسا مضمون تیار کیا کہ جس سے کفر لازم آتا ہو اور پھر اس مزعومہ مضمون کو اہل علم اور عوام کے سامنے اس طرح بیان کیا کہ جس سے مولانا محمد احسن کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی پر الزام دھرنے کی راہ نکالی جاسکے اور اپنے غیظ قلب کو تسکین دلاسکیں۔ چنانچہ بعدازاں مولوی نقی علی خان کے فرزند مولوی احمد رضا خان نے بھی اسی کو بنیاد بناکر ان باصفا اور ختم نبوت کے عقیدہ کے لیے جان کی بازی لگانے والوں کو اپنے فتویٰ کفر کا نشانہ بنایا۔

(☆۱۲) تحذیر الناس/مولانا محمد قاسم نانوتوی/قاسمی پریس دیوبند/ص ۲۸

باب دوم

تحذیر الناس کی عبارات کی توضیح اور اہل علم کی آرا

مولوی احمد رضا خان بریلوی نے تحذیر الناس کے حوالے سے جو خودساختہ مضمون بنا کر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی پر کفر کا فتوئی داغا ہے وہ کچھ یوں ہے:

بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم و تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (☆۱۳)

اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ عبارت تحذیر الناس کی ہے۔ تحذیر الناس شروع سے آخر تک چھان مارو بعینہ یہ عبارت ہو بہو اس طرح نہیں ملے گی۔ بالفرض مولوی رضا خاں نے خود یہ عبارت نہیں بنائی تو جس نے یہ عبارت بنائی ہے اس نے یقیناً بہت بڑی علمی خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ تین مختلف عبارتوں کو سیاق و سباق سے کاٹ کر یوں جوڑا کہ ایک قابل اعتراض عبارت وجود میں آ گئی اور اسے بنیاد بنا کر حضرت نانوتوی پر انکار ختم نبوت کا اتہام جڑ دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس قابل اعتراض عبارت کا پہلا حصہ اپنے سیاق و سباق کے ساتھ صفحہ نمبر ۱۴، دوسرا حصہ صفحہ ۲۸ اور تیسرا حصہ صفحہ نمبر ۳ پر موجود ہے۔ دراصل تحذیر الناس جیسی تصریحات ختم نبوت کے اثبات کے موضوع پر شاید ہی کسی کے ہاں ملتی ہوں۔ یہ مسئلہ ختم نبوت سمجھنے کا ایک جامع اور مدلل مضمون ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

(☆۱۳) حسام الحرمین / مولوی احمد رضا خاں بریلوی / مکتبہ نبویہ، لاہور / اکتوبر ۱۹۷۵ء / ص: ۲۰

تحذیر الناس کی اس عبارت کا حل تو اگلے باب میں آئے گا یہاں حضرت نانوتوی پر جو عقیدہ تھوپا گیا ہے اس کے جواب میں خود حضرت کی وضاحتیں، دوسری کتب سے آپ کا صحیح عقیدہ اور دیگر علماء و مشائخ کی تحذیر الناس کے بارے میں تصدیقات پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کا شمار ہندوستان کے ان چوٹی کے علمائے اہل سنت و جماعت میں ہوتا ہے جنہوں نے حق کی اشاعت و دفاع اور باطل کی بیخ کنی کے لیے اپنی ذات کو وقف کیا ہوا تھا۔ کوئی بھی فتنہ ہندوستان کی حدود میں سر اٹھاتا تھا تو مولانا دیوانہ وار تحریر و تقریر کے ذریعے خداداد علمی صلاحیتوں سے اس پر ایسے جھپٹے کہ اسے آناً فاناً نیست و نابود کر دیتے۔

عیسائی مشنری پادریوں نے جب مناظروں اور مخالفتوں کا بازار گرم کیا تو مولانا نے میدان میں آکر ان کا ایسا تعاقب کیا کہ انہوں نے فرار کی راہ لی۔ ہندوؤں اور ملحد فلسفیوں نے جب اسلام پر اعتراض کیے تو مناظروں اور تصانیف کے ذریعے ان کی زبانیں گنگ کر دیں اس کے نتیجے میں پنڈت دیانند جی سرسوتی جیسا ہندو فلسفی بھی میدان میں نہ ٹھہر سکا۔

حضرت مولانا تصانیف کثیرہ کے مالک تھے۔ اپنے زمانہ میں انہوں نے ان مسائل پر قلم اٹھایا جو زیر بحث تھے بلکہ آپ کی زیادہ تر تصانیف کسی نہ کسی استفساز کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ آپ کے مضامین و بیانات بہت دقیق اور مشکل ہیں۔ عوام مشکل سے ان تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہاں کسی ماہر علم سے اگر سمجھا جائے تو علم کا بحرِ بے کراں ہاتھ لگتا ہے۔ مولوی منصور علی خان مراد آبادی مولانا محمد قاسم نانوتوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''میں نے جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو خوب دیکھا ہے اور ان کی تقاریر بھی سنیں ہیں اور ان کے خیالات اور اوصاف پر غور کیا ہے۔ ان کا ذہن مصنفین فلسفہ کے ذہن سے عالی تھا۔ وہ ہر مسئلہ شرعی کو دلائل عقلیہ سے ثابت کرنے پر اور مسئلہ فلسفی مخالف شرع کو دلائل عقلیہ سے رد کرنے پر ایسے قادر تھے کہ دوسرے کسی

عالم کو میں نے ایسی قوت بیانیہ والا نہیں دیکھا۔" (☆۱۴)

ایسے عالم بے بدل سے بھلا انکارِ ختم نبوت ممکن تھا؟ جس کی ساری زندگی دفاع اسلام میں گزری۔ مگر کیا کہیں اس عناد کو کہ صاحب حسام الحرمین مولوی احمد رضا خاں نے ان پر بھی کفر کے فتوئی کی تلوار چلادی۔

حضرت مولانا نانوتوی استاد العلما، مناظر اسلام اور مصنف کتب کثیرہ تھے۔ ان کا عقیدہ پوچھنا گویا سورج سے ضیاء کا سوال کرنا مگر بُرا ہو اس ضد کا کہ چوک میں کھڑے ہو کر دھائی دی جاتی ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت کے منکر تھے اور مرزائیوں کو انہوں نے راہ دکھلائی۔

آیئے مولانا ہی کے قول سے ان کا عقیدہ معلوم کر کے کجروی چھوڑ دیں اور علماء ربانی کے حق میں طعن و تشنیع سے باز آئیں۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم نانوتوی اپنی کتاب مناظرہ عجیبہ میں عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت یوں فرماتے ہیں:

" خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے۔ ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔ سو اگر ایسی باتیں (تہمت لگانا) جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے اس تہمت کے جواب میں ہم آپ پر اور آپ کے اہل ملت پر ہزار تہمتیں لگا سکتے ہیں"۔ (☆۱۵)

مزید فرماتے ہیں:

"اپنا دین وایمان ہے بعد رسولؐ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔" (☆۱۶)

(☆۱۴) مولانا محمد احسن نانوتوی/ڈاکٹر محمد ایوب قادری/ روہیل کھنڈ لٹریری سوسائٹی کراچی/ س، ۱۹۶۶ء/ص:۲۲۴

(☆۱۵) مناظرہ عجیبہ/ مولانا محمد قاسم نانوتوی/ مکتبہ قاسم العلوم، کراچی/ جولائی ۱۹۷۸ء/ص ۵۶

(☆۱۶) ایضا/ص:۱۴۴

تحذیر الناس کی ایک عبارت کا غلط مطلب سمجھنے پر ایک عالم دین کو مناظرہ عجیبہ ہی میں یوں جواب دیا:

خاتمیت زمانی کی میں نے تو توجیہ اور تائید کی ہے تغلیط نہیں کی مگر ہاں آپ گوشہ عنایت و توجہ سے دیکھتے ہی نہیں تو میں کیا کروں۔ اخبار بالعلۃ مکذب اخبار بالمعلول نہیں ہوتا بلکہ اس کا مصدق موئید ہوتا ہے۔ اوروں نے فقط خاتمیت زمانی اگر بیان کی تھی تو میں نے اس کی علت یعنی خاتمیت مرتبی ذکر کی اور شروع تحذیر ہی میں اقتضاء خاتمیت مرتبی کا بہ نسبت خاتمیت زمانی ذکر کر دیا۔ یہ تو اس صورت میں ہے کہ خاتم المراتب ہی مراد لیجئے اور خاتم کو مطلق رکھیے تو پھر خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں اس سے ثابت ہو جائیں گے۔ (☆۱۷)

اسی مناظرہ عجیبہ میں لکھا ہے:

"خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے ہاں مسلم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہیں۔" (☆۱۸)

مزید فرمایا:

"ہاں یہ مسلم کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے۔" (☆۱۹)

اسی مناظرہ عجیبہ میں یہ بھی لکھا کہ:

"حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہئے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی۔ افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دئے۔ اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے اور رسول ﷺ کے برابر کسی کو نہیں

(☆۱۷) ایضاً/ص:۵۳

(☆۱۸) مناظرہ عجیبہ/مولانا محمد قاسم نانوتوی/مکتبہ قاسم العلوم کراچی/جولائی ۱۹۷۸/ص۔۹

(☆۱۹) ایضاً/ص:۹۶

سمجھتا۔" (۲۰☆)

یہ تو تھی وضاحت جو خود حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے بیان فرمائی اور اپنا عقیدہ ختم نبوت واضح کیا۔ صد حیف کہ اس کے باوجود بعض حضرات حق تسلیم نہیں کرتے بلکہ اہل حق کے درپے آزار ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ حضرات اہل علم و دانش کو اپنی اپنی تحقیقات، مطالعہ اور زاویہ نگاہ کی بنیاد پر کسی بھی دوسرے ذی علم سے اختلاف ہوسکتا ہے یہ اختلاف آج کا نہیں قرون اولی سے چلا آ رہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ اسی اصول کی بنیاد پر حضرت محمد قاسم نانوتوی سے دیگر اہل علم کو اختلاف رہا ہے اور یہ انکا حق تھا۔ مگر ان پر الزام لگا دینا کہ وہ نعوذ باللہ ختم نبوت کے منکر تھے اور ان کی وجہ سے مرزا ملعون نے دعویٰ نبوت کیا یہ نہ صرف خلاف حقیقت اور علمی خیانت ہے بلکہ بہت بڑا بہتان اور افتراء ہے۔ حضرت مولانا اگر اتنی صاف وضاحت نہ بھی فرماتے تب بھی ان کے شاگرد، علمی خدمات اور تصانیف ان کے عقیدہ پر گواہ تھیں مگر انہوں نے تو پہلے ہی سے بعد میں آنے والے ناعاقبت اندیش معترضین کے اعتراض کا شافی جواب خود مہیا فرما دیا۔

جہاں تک مرزا غلام قادیانی ملعون کا تعلق ہے اس نے تو انگریز کے ایماء پر دعویٰ نبوت کرنا تھا اور اس کا جواز فراہم کرنے کے لیے اگر اس نے مولانا کی کہیں کسی تحریر کا حوالہ دے دیا ہو تو یہ اس کی اپنی ضرورت تھی۔ جس کے لئے اس نے شیخ محی الدین ابن عربی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم جیسی ہستیوں کی عبارات کو بھی اپنے حق میں استعمال کرنے کی سعی نامراد کی۔ حد تو یہ ہے کہ ان حضرات کی عبارتوں کو پیش کر کے ان سے نبوت کے اجراء کا عقیدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اسی پہ بس نہیں بلکہ مرزا ملعون نے تو احادیث نبویؐ پر بھی ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کی۔ احادیث اور آثار صحابہؓ کو اپنے حق میں استعمال

(۲۰☆) ایضاً /ص: ۷۱

کرنے کی بے جا جسارت کا مرتکب ہوا۔ اس نے "لو کان بعدی نبیا لکان عمر" کے قول رسولؐ کو بہانہ بنا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح قرآنی آیات بینات کو اپنے مطلب کے حصول کے لیے کئی بار استعمال کرنے کی خیانت کی۔

الغرض مرزا تو مرزا کادیانی تھا۔ اس نے جو کیا سو کیا۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اپنے آپ کو علماء حقانی کہلانے والے کیوں اپنی عاقبت کی فکر نہیں کرتے؟

حضرت مولانا کی تحذیر الناس تو ہے ہی ایسے موضوع پر کہ جس سے انہوں نے نہ صرف زمانی بلکہ مکانی اور بالخصوص مرتبی خاتمیت رسالت مآبؐ کو محکم دلائل سے نہ صرف ثابت کیا بلکہ اس کا حق ادا کر دیا۔ رہا اختلاف تو اگر کسی کو ان سے زاویہ نگاہ کا اختلاف ہے یا رہا ہے تو یہ علمی بنیادوں پر ہوا ہے اور ہونا چاہیئے اور اسطرح کا اختلاف ان کی حقانیت کی دلیل ہے۔ مگر اس اختلاف کی بنیاد پر تعصب کا شکار ہو کر ان کی توہین کرنا انتہائی خطرناک ہے۔ کیونکہ "العلماء ورثه الانبیاء"۔

مندرجہ بالا سطور میں حضرت نانوتوی کی اپنی وضاحت آپ نے ملاحظہ کی جس سے ان کا ختم نبوت پر عقیدہ بے غبار آشکار ہو رہا ہے جس کی وجہ سے اکثر علماء و مشائخ حضرت مولانا کے مداح تھے۔ پنجاب کی بڑی روحانی شخصیت حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور ان کی کتاب تحذیر الناس کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل جواب دیا:

''میں نے تحذیر الناس کو دیکھا۔ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان سمجھتا ہوں، مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں مولانا کا دماغ پہنچا وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی، قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعہ حقیقیہ سمجھ لیا گیا۔'' (☆۲۱)

(☆۲۱) ڈھول کی آواز/مولانا کامل الدین رتو کالوی/مصنف سرگودھا/س،ن/ص:۱۱۶

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی حج بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے تو مکہ مکرمہ میں دارالعلوم دیوبند کے سرپرست اور اس دور کے اکابر علمائے اہل سنت و جماعت کے پیرو مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی زیارت کی، ان کے درس مثنوی میں شرکت فرمائی اور حاجی صاحب نے آپ کو سلسلہ چشتیہ صابریہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ملفوظات مہریہ میں پیر صاحب کی زبانی یوں مذکور ہے:

''بوقت زیارت بیت اللہ شریف کے حاجی امداد اللہ صاحب کہ اہل کشف و کرامت بھی تھے۔ از خود نعمت باطنی بخشنے کو اس عاجز کی طرف متوجہ ہوئے......انہوں نے سلسلہ صابریہ اکرام فرمایا''۔ (☆۲۲)

مہر منیر میں ہے کہ:

''جب میں عرب شریف سے واپس آیا تو ایک مدت بعد دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتن شریف کے تقاضے پر سلسلہ صابریہ کے وظائف انہیں تلقین کئے۔ اس وقت حضرت امداد اللہ صاحب کے اس عطیہ کی حکمت معلوم ہوئی۔'' (☆۲۳)

''ضرب شمشیر' ' میں یہ واقعہ نقل ہے کہ ایک دفعہ موضع سالارگاہ ضلع راولپنڈی میں حضرات علماء دیوبند کے کفر و ایمان کے متعلق مولوی بہادر الدین صاحب امام مسجد دیہہ مذکور اور محمد اشرف خان کے مابین تنازعہ رونما ہوا۔ تنازعہ نے مناظرہ کی صورت اختیار کر لی اور دونوں طرف کے علماء مقررشدہ دن موضع سالارگاہ پہنچ گئے۔ مناظرہ سے پہلے معززین دیہہ نے یہ تجویز پیش کی کہ بجائے مناظرہ کے دونوں فریقین پیر صاحب گولڑہ شریف کو ثالث مان لیں۔ چنانچہ اس پر دونوں فریق پیر صاحب گولڑہ شریف کے پاس حاضر ہوئے اور مسئلہ پیر صاحب کی

(☆۲۲) ملفوظات مہریہ/مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی/گولڑہ شریف/جون ۱۹۹۷/ص:۱۰۶

(☆۲۳) مہر منیر (تذکرہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی)/مولانا فیض احمد فیض/گولڑہ شریف، اسلام آباد/مئی ۱۹۶۹ء/ص:۱۲۹

خدمت میں عرض کیا کہ:

"اشرف خان کہتا ہے کہ جو امام ان پانچ حضرات (۱) حضرت شاہ اسماعیل شہید (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (۴) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری (۵) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کافر نہ کہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔" (☆۲۴) حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کو یہ بات ناگوار گزری اور فرمایا کہ اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ یہ بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی قاری غلام محمد صاحب نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی۔ (☆۲۵)

پیر صاحب گولڑہ شریف اور مولانا احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں یہ بات بھی ریکارڈ کا حصہ ہے کہ جس وقت راولپنڈی کے غیر مقلد مولوی قاضی حکیم عبدالاحد نے پیر صاحب گولڑہ شریف کے خلاف "جواز فرار من الطاعون" کا الزام لگا کر ان کی خلاف مختلف رسالے لکھے تو جواب میں پیر صاحب گولڑہ شریف نے پہلے الفتوحات الصمدیہ تحریر کی اور پھر التبیان والحماسہ نام کا رسالہ لکھا۔ اس وقت حکیم قاضی عبدالاحد کی تائید میں مولانا احمد رضا خان بریلوی نے ایک رسالہ تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون چھاپ دیا۔ پیر صاحب گولڑہ شریف کو اس بات کا سخت افسوس ہوا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی اور مولانا اشرف علی تھانوی نے پیر صاحب گولڑہ شریف کی تائید کی جس کا اظہار پیر صاحب گولڑہ شریف کے دستِ راست اور خادم خاص مولانا غلام مرتضیٰ صاحب نے اسی رسالہ التبیان الحماسہ کے شروع میں بڑی ممنونیت کے ساتھ کیا۔ (☆۲۶) مہر منیر میں اس کا ذکر یوں کیا گیا:

(☆۲۴) علمائے اہل سنت دیوبند مشائخ پنجاب / مولانا محمد عبداللہ / مکتبہ مدنیہ لاہور / س۔ن / ص ۲۹

(☆۲۵) ایضاً / ص: ۲۹

(☆۲۶) غلغلہ بر زلزلہ / مولانا قاضی شمس الدین / ادارہ سعدیہ مجددیہ، لاہور / س ۱۹۸۲ء / ص: ۱۲

"طاعون زدہ آبادی سے دوسری آبادی کی طرف موت سے فرار کی نیت سے نقل مکانی کو حضرت نے گناہ کہا لیکن علاج کے لیے کھلے میدانوں اور باغوں میں چلے جانے کو مباح فرمایا۔ اس پر غیر مقلدین کے ساتھ تحریری مناظرات چل نکلے مگر میدان بفضلہٖ آپ کے ہاتھ رہا اور تمام امت میں آپ ہی کا فتویٰ جاری ہوا۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے بھی اس فتویٰ میں آپ کی تائید کی۔" (☆۲۷)

"علمائے اہل سنت دیوبند اور مشائخ پنجاب" میں مولانا غلام محمد گھوٹوی کے دو واقعات نقل کیے گئے ہیں، ایک واقعہ مولانا سید فردوس شاہ قصوری کی کتاب "چراغ سنت" کے صفحات ۳۲۴۔۳۲۰ سے نقل شدہ ہے کہ:

"حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے متوسل خصوصی حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور نے ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرمایا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی کا زمانہ میں نے نہیں پایا، مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا محمود حسن دیوبندی کی زیارت ایک دفعہ کی ہے مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی ایک دفعہ زیارت کی ہے اور ایک دفعہ وعظ سنا ہے، اس سے زیادہ ان حضرات کی مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں کے متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات ربانیین اولیاء امت محمدیہ میں سے ہیں ۔ احقر کو بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے مگر میرا اعتقاد یہی ہے اور اس اعتقاد کے اختیار کرنے کا سبب ان کی تصانیف کا مطالعہ استفادہ اور قبول عام ہے۔ بالخصوص مولانا اشرف علی تھانوی دامت برکاتہم کی

(☆۲۷) مہر منیر (تذکرہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی) / مولانا فیض احمد فیض / گولڑہ شریف / مئی ۱۹۶۹ء / ص ۱۳۲

خدمات طریقت پر نظر کر کے شبہ ہوتا ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد تھے۔"

فقط ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ۔ (☆۲۸)

دوسرا واقع کتاب "ڈھول کی آواز" میں مولانا کامل الدین رتو کالوی پر درج ہے۔ یہ واقعہ خود صاحب کتاب کا اپنا ہے لکھا ہے کہ جب ضلع سرگودھا میں علماء اہل سنت و جماعت کی تکفیر کر کے عوام میں افراتفری پیدا کر دی گئی تو وہاں کے معززین نے مولانا رتو کالوی کو گولڑہ شریف فتویٰ لینے کے لئے بھیجا۔ لکھتے ہیں:

بعد ازاں احقر گولڑہ شریف پہنچا۔ صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت پیر غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی اور سب واقعہ بیان کیا گیا۔ انہوں نے مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ کو (جو اتفاقیہ وہاں آئے ہوئے تھے) حکم دیا کہ آپ میری طرف سے ان کو لکھ دیں۔ انہوں نے لکھا:

میرا مذہب یہ ہے کہ علماء دیوبند مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں۔ جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرہ میں ہے۔ میرے قبلہ حضرت بڑے پیر صاحب (پیر مہر علی شاہ صاحب) کا بھی یہی مذہب تھا"۔ (☆۲۹)

مولانا کامل الدین رتو کالوی نے اپنی کتاب ڈھول کی آواز میں پیر محمد کرم شاہ الازہری بھیرہ شریف کے ایک خط کا ذکر بھی کیا ہے جو کہ ان کے نام تحریر کیا گیا تھا۔ اس خط کی ابتدا میں پیر صاحب تحریر فرماتے ہیں:

حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمیٰ بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔

(☆۲۸) علمائے اہل سنت دیوبند اور پنجاب/مولانا محمد عبداللہ/مکتبہ مدنیہ لاہور/س،ن/ص ۴۷

(☆۲۹) ڈھول کی آواز/مولانا کامل الدین رتو کالوی/ مصنف: سرگودھا/س،ن/ص:۹۹

علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلاۃ وسلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطہ امکان سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ مایہ ناز تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لیئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے"۔(☆۳۰)

پیر کرم شاہ صاحب کا یہ خط ۲۲ جون ۱۹۶۴ کا تحریر کردہ ہے اور پھر اگست ۱۹۷۱ء کو دوبارہ اسکی تصدیق بھی خود پیر صاحب نے فرمائی۔ اس خط کا تذکرہ پیر صاحب کی کتاب تحذیر الناس میری نظر میں پر یوں کیا گیا ہے:

آج سے تقریباً اکیس، بائیس سال قبل موضع رتو کالو کے ایک مولوی کامل دین صاحب نے مجھے خط لکھا اور استفسار کیا کہ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کے بارے میں اپنی رائے سے انہیں آگاہ کروں ۔۔۔انہیں مسرت وانبساط کے جذبات کا عکس آپ کو میرے اس مکتوب میں نظر آئے گا جو اس ناچیز نے اکیس، بائیس سال قبل رقم کیا۔ (☆۳۱)

ہندوستان کے مختلف مذہبی طبقوں کے بارے میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی رائے کا مطالعہ کیجئے، مہر منیر کے مصنف لکھتے ہیں:

یوبندی، بریلوی اور دیگر اسلامی مکاتب فکر کے اختلاف پر آپ اپنا مسلک تحریر و تقریر و تالیف کے ذریعے برابر واضح فرماتے رہے۔ اگرچہ فروعی مسائل میں

(☆۳۰) ایضاً/ص:۱۲۸

(☆۳۱) تحذیر الناس۔ میری نظر میں/ پیر محمد کرم شاہ/ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور/اشاعت اوّل اگست ۱۹۸۶ء/ص۹۔۴

اختلاف کی بناء پر ان کی باہمی کشمکش آپ کو ناپسند رہی تاہم فریقین کی حق بات کو ہمیشہ سراہا۔ حافظ ابن تیمیہ اوران کے شاگرد حافظ ابن قیم کے متعلق فرماتے تھے کہ معتبر عالم اور خادم اسلام ہونے میں کلام نہیں۔ (☆۳۲)

پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف سے مسئلہ امتناع نظیر کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب سے پہلے ارشاد فرمایا:

"اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرتؐ کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط کسی کی، فرقتین، اسماعیلیہ وخیر آبادیہ میں سے شکر الله تعالی سعیهم۔ راقم سطور دونوں کو ماجور ومثاب جانتا ہے۔ فانما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی"۔ (☆۳۳)

ملتان سے پیر صدر الدین شاہ گیلانی صاحب نے حضورؐ کی بشریت کے اختلاف اور حاضر وناظر کے اختلاف علماء کی طرف پیر مہر علی شاہ صاحب کی توجہ مبذول کرائی۔ پیر صاحب نے اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کے بعد پیر صدر الدین گیلانی کو آخری معروض کے تحت فرمایا:

آنحضرتؐ نے سیدنا حسنؓ کو فرمایا، ابنی هذا سید لعل الله يصلح به بين الفتين من المومنين (یہ میرا بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالی مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح پیدا فرمائے گا)۔ آپ بھی چونکہ سید حسنی ہیں فریقین کو تحریر ہذا سنا کر آپس میں ملا دیں اور ہدایت کریں کہ ایک دوسرے کو برا نہ کہیں اور ایسا ہی عوام کو بھی" (☆۳۴)

(☆۳۲) مہر منیر (تذکرہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی/ مولانا فیض احمد فیض/ خانقاہ مہریہ گولڑہ شریف/ ص ۱۴۲

(☆۳۳) فتاویٰ مہریہ/ مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی/ خانقاہ مہریہ گولڈہ شریف/ جنوری ۱۹۸۸ء/ ص ۹

(☆۳۴) فتاویٰ مہریہ/ مولانا پیر مہر علی شاہ/ گولڑہ شریف/ ۱۹۸۸/ ص ۔۶

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین کوٹ مٹھن شریف ضلع ڈیرہ غازی خان (متوفی ۱۳۱۹ء) سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے معروف بزرگ تھے، علمائے اہل سنت و جماعت کا احترام کرتے تھے۔ ان کے ملفوظات مقابیس المجالس میں ہے۔

حاجی امداد اللہ کہ بزرگے است کامل زندہ است، بعد ازاں فرمودند کہ اکثر علمائے جید از دیو بند، سہارن پور و گنگوہ از مریدان حاجی صاحب ہستند و مولوی رشید احمد گنگوہی نیز مرید خلیفہ اکبر مولوی موصوف است و دیگر خلفاء وے ہم بسیار اند چناچہ مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی محمد یعقوب۔(☆۳۵)

امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب (متوفی ۱۹۵۱ء) خود مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں حضرت مولانا مظہر نانوتوی کے شاگرد تھے۔ جو حضرت رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ مجاز تھے۔ پیر صاحب موصوف نے اپنے صاحبزادے سید محمد حسین شاہ صاحب کو دہلی کے مدرسہ امینیہ میں حضرت مفتی کفایت اللہ سے حدیث پڑھنے کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ صاحبزادہ موصوف کی دستار بندی کے بارے میں یہ واقع مشہور ہے۔

"مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورہ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لیے حضرت مولانا محمود حسن صاحب تشریف لائے تھے۔ آپ نے ایک ایک طالبعلم کی دستار بندی کی اور سندیں عطا کیں۔ حضرت صاحبزادہ فطری تواضع وانکساری کے مطابق سب سے پیچھے تھے جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھیں، مولانا محمود الحسن صاحب کو معلوم ہوا کہ اب کوئی دستار نہیں رہی تو انہوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کی۔ آپ کی ذہانت وفطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط کئے اور آپ کے لئے دعا کی۔ (یہ دستار اب بھی

(☆۳۵) مقابیس المجالس (جلد دوم / بہاولپور / ص: ۴۳

ہمارے پاس موجود ہے)۔ (☆۳۶)

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کا ایک واقعہ یوں نقل کیا گیا ہے کہ:

"ایک دفعہ لاہور میں مسلم لیگ کا جلسہ تھا، مولوی شبیر احمد عثمانی دیو بندی بھی جلسہ کی شرکت کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اہل لاہور میرے درپے آزاد ہیں ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا مولوی صاحب لوگ سمجھتے ہیں آپ نبی اکرمؐ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا میں تو نبی اکرمؐ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر اور مرتد سمجھتا ہوں۔ یہی میرا عقیدہ ہے۔ میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کرسکتا ہوں۔ حضرت قبلہ عالم کھڑے ہو گئے اور آپ نے علامہ کو گلہ لگا لیا اور فرمایا آپ میرے بھائی ہیں۔ جلسہ میں قبلہ عالم کھڑے ہو کر فرمایا: علامہ شبیر احمد صاحب میرے بھائی ہیں، خبر داران سے کوئی گستاخی نہ ہو، میرے سامنے انہوں نے اپنے عقیدہ کی وضاحت کر دی ہے۔" (☆۳۷)

انہی پیر جماعت علی شاہ صاحب کے بارے میں مذکور ہے کہ مجلس احرار نے پنجاب میں جب اپنی تحریک شروع کی تو پیر صاحب نے حیدر آباد دکن سے پانچ صد روپے مجلس احرار کے لئے ارسال کئے اور یاراں طریقت کو تحریک (ختم نبوت ۱۹۵۳ء) میں حصہ لینے کا حکم دیا۔ دکن سے واپسی پر جب زعماء احرار اظہار تشکر کے لئے حاضر ہوئے تو پھر پانچ صد روپے کا عطیہ دیا۔ (☆۳۸)

(☆۳۶) سیرت امیر ملت/صاحبزادہ سید اختر حسین شاہ/ خانقاہ علی پور سیداں ضلع نارووال/مئی ۱۹۹۹ص ۶۰۳

(☆۳۷) ایضاً ص ۱۴۵۔

(☆۳۸) ایضاً/ص: ۴۰۳

مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب الوری نے اپنے رسالہ تحقیق المسائل میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ادب واحترام میں یوں لکھا ہے:

''اور مولانا واستاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی مرحوم مغفور سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمان طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے''۔(☆۳۹)

انہی مولانا دیدار علی صاحب کے فرزند مسجد وزیر خان کے خطیب اور جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر حضرت مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری مرحوم نے لاہور کے ایک تربیتی اجتماع میں یہ خطاب فرمایا:

'' مجھے کہا گیا ہے کہ میں معین طور پر بیان کروں کہ بریلویوں اور دیوبندیوں کے درمیان اساسی عقائد کے اعتبار سے کیا اختلاف ہے۔سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بریلی اور دیوبند دونوں جگہ ہر خیال اور عقیدہ اور مذہب کے لوگ موجود ہیں۔ اس لیئے بریلویوں اور دیوبندیوں کے اختلاف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔موضوع تقریر کا یہ عنوان ہی صحیح نہیں۔علاوہ ازین بریلی اور دیوبند دونوں ہندوستان میں رہ گے اس لئے پاکستان میں ان کے اختلاف کا سوال بے معنی ہے۔اگر موضوع سے مراد یہ ہے کہ بریلی کی دینی درس گاہ اور دیوبندی کی دینی درس گاہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے والوں کے نظریات وافکار کے اختلاف پر روشنی ڈالی جائے تو میں اعلان کئے دیتا ہوں کہ اساسی عقائد کے اعتبار سے دونوں مکتبوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ بریلوی علماء حضرت رسول اکرمؐ کی ادنی توہین کرنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور دیوبند کے علماء بھی اصولی طور پر اسی کلیہ پر ایمان

(☆۳۹) علمائے اہل سنت دیوبند اور مشائخ پنجاب/مولانا محمد عبداللہ/مکتبہ مدنیہ،لاہور/س،ن/۴۷

رکھتے ہیں۔دونوں سلسلوں کے علماء کے درمیان بعض عبارتوں کے متعلق رائے کا اختلاف ہے، بریلوی علماء دیوبندی علماء کی بعض تحریروں پر معترض ہیں اور یہ رائے رکھتے ہیں کہ ان تحریروں کے ظاہری معنی کو سمجھنے والا شخص گمراہ ہے، دیوبندی اپنے اکابر کی ان تحریروں کو قابل گرفت یا مورد تنقید خیال نہیں کرتے، لیکن اصول واساس میں بریلوی علماء سے سو فیصد متفق ہیں۔ (☆۳۰)

Www.Ahlehaq.Com

Www.Ahlehaq.Com/forum

☆۳۰) روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۰ اپریل ۱۹۵۵ء

باب سوم

تحذیر الناس کی عبارات کی حقیقت اور توجیہ

تحذیر الناس جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ایک سوال کا جواب ہے جو دراصل امکان نظیر اور امتناع نظیر کے جھگڑے سے پیدا ہوا۔ امکان نظیر کے داعی حضرت ابن عباس کی ایک حدیث بطور دلیل پیش کرتے تھے کہ ایسا ہونا ممکن ہے اور مخالفین ایسا کہنے پر انہیں منکر ختم نبوت گرادنتے تھے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے حدیث کی صحت کو دلیل سے ثابت کیا مگر اس کی ایسی تاویل و توجیہ کی کہ جس کی وجہ سے عقیدہ ختم نبوت میں فرق پڑنے کی نہ صرف نفی کی بلکہ دلائل کے ذریعے ثابت کیا کہ اس حدیث کے باوجود آپ کی ذات سلسلہ نبوت ورسالت میں آخری ہے۔

امتناع اور امکان نظیر کے مسئلہ کا حل بھی بتایا کہ آپ ﷺ کی ذات کے بعد آپ کے مثل ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہے۔ یعنی اللہ قادر مطلق ہونیکے ناطے ایسا کر سکتے تو ہیں مگر ایسا خلاف سنت اللہ ہونے کی وجہ سے کرتے نہیں۔ گویا ممکن ہونے کے باوجود ناممکن ہے۔

حدیث مذکورہ کے صحیح تسلیم کر لینے کے باوجود عقیدہ ختم نبوت پر اثر انداز نہ ہونے کے بارے میں انہوں نے لفظ خاتم کی تفصیلاً تشریح فرما کر واضح کر دیا کہ آپ کی ذات سلسلہ نبوت و رسالت میں آخری وحتمی ہے اس کے بعد کسی قسم کا امکان کفر ہے۔ اپنے عقیدہ ختم نبوت کی مولانا نے تحذیر الناس میں بھی اور دوسری کتب میں بھی خوب وضاحت فرمائی جس کا ذکر اوپر کی سطور میں گزر چکا ہے۔ علاوہ ازیں تحذیر الناس میں یہ صراحت بھی موجود ہے:

" اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ آپ پر ختم ہوتا

ہے"۔(☆۴۱)

معترضین کا تحذیر الناس کی عبارت پر اعتراض علمی خیانت کی بدترین مثال ہونے کے ساتھ ساتھ مخالفین کی نقص علمی اور کم فہمی کی بھی غمازی کرتا ہے۔ تمام اعتراض کرنے والے لوگ ایک ایسی عبارت بطور دلیل پیش کرتے ہیں جو تحذیر الناس کی متفرق عبارتوں کا مجموعہ تو ہو سکتا ہے مگر حقیقتاً وہ اس کی مسلسل عبارت نہیں۔ متفرق عبارات کو مسلسل ایک عبارت بنا ڈالنا ایک ایسی علمی خیانت ہے کہ جس کی نظیر اس طرح کے جعل سازوں کے ہاں اگر مل سکے تو ملے ورنہ اہل علم و دیانت کے ہاں اس کی مثال نہیں۔ ہمارے قارئین آگے دیکھ لیں گے کہ مختلف ٹکڑوں کو یوں یکجا کیا گیا ہے کہ وہ ایک مستقل بامعنی اور انتہائی قابل اعتراض عبارت بن جاتی ہے اور ذرا سی بھی علمی سوجھ بوجھ والا شخص اس کو لکھنے کا روادار نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اساطین علم سے اس طرح کی غلطی سرزرد ہو جائے۔ تین مختلف مقامات کے ٹکڑوں کو اگر اپنی اپنی جگہ سیاق و سباق کے ساتھ پڑھا جائے تو مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے اور یہی عبارتیں عقیدہ ختم نبوت کے اثبات کی قوی دلیل بن جاتی ہیں۔ وہ قابل اعتراض عبارت جو حسام الحرمین اور بعض دوسری کتب مخالفین کا حصہ ہے وہ یہ ہے:

"بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جب بھی خاتمیت محمد ﷺ میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ عوام کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدیم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"۔(☆۴۲)

(☆۴۱) تحذیر الناس/مولانا محمد قاسم نانوتوی/قاسمی پریس، دیوبند/س،ن/ص:۱۴

(☆۴۲) حسام الحرمین/مولوی احمد رضا خاں بریلوی/مکتبہ نبویہ، لاہور/اکتوبر ۱۹۷۸ء/ص ۲۰

مندرجہ بالا اقتباس کا وجود معترضین کی کتب کے سوا حضرت نانوتوی کی تحذیر الناس یا کسی اور کتاب میں بعینہ نہیں ملتا اس طرح کی جسارت ان ہی لوگوں سے ہو سکتی ہے جن کو خوف خدا نہ ہو۔ چنانچہ حضرت نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کی صحیح عبارت ملاحظہ ہو:

''بلکہ بالفرض سے لے کر ...... بدستور باقی رہتا ہے'' تک صفحہ نمبر ۱۴ کی ایک تفصیلی عبارت کا حصہ ہے اور اپنے مقام پر سیاق و سباق کے حوالے سے ایک مستقل اور علیحدہ مضمون کو بیان کرتی ہے جس کی اس اعتراض سے کوئی نسبت ہی نہیں۔

عبارت کا اگلا حصہ:

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی ...... سے لے کر فرق نہ آئیگا '' تک صفحہ ۲۸ کی ایک واضح عبارت کا جزو ہے جو اپنے مقام پر ایک مستقل مضمون بیان کرتی ہے اور یہ حصہ وہاں بالکل واضح مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔

عبارت کا آخری حصہ:

''عوام کے خیال میں ...... سے لے کر ...... کچھ فضیلت نہیں'' تک صفحہ ۳ کی عبارت کا حصہ ہے جسے اس من گھڑت عبارت کے آخر میں لا کر پہلے سے جوڑی ہوئی دو عبارتوں کا اختتامیہ ظاہر کیا ہے، جبکہ حقیقت میں یہ ایک تمہید ہے جہاں سے مصنف موصوف اپنی بات شروع کرتے ہیں۔

اس اتنی بڑی علمی خیانت کو دیکھ کر قارئین کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ معترضین کی ذہنی سطح کیا تھی اور کس دیدہ دلیری کے ساتھ خود ایک عبارت جوڑ کر اس کو مولانا سے منسوب کیا اور یوں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور ان کے متبعین کی طرف سے ختم نبوت کے عقیدہ کے تحفظ کے لئے ان گنت کارناموں کو عوام الناس کے دلوں سے محو کرنے کی مذموم سعی کی ہے۔ اب اس علمی سرقہ کی انتہا کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

عبارت کا آخری حصہ:

''عوام کے خیال میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم وتآخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''۔

یہ عبارت صفحہ نمبر ۳ کے شروع میں یعنی تحذیر الناس کا ابتدائی حصہ ہے، چونکہ یہ رسالہ ایک سوال کا جواب ہے اور سوال یہ ہے کہ کیا اثر ابن عباسؓ کا مضمون یعنی دیگر طبقات ارض میں اور ایسے ہی انبیاء کا یقینی ماننا ختم نبوت کے عقیدے کے منافی ہے۔

جواب میں صلوۃ وسلام کے بعد مولانا نے لکھا کہ سوال کا جواب دینے سے پہلے یہ عرض کردوں کہ خاتم النبیین کے معنی بیان کرنے ضروری ہیں تا کہ جواب کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ سو عوام الناس تو خاتم النبیین سے شاید ختم زمانی مراد لیتے ہوں مگر اہل فہم جانتے ہیں کہ فضیلت زمانہ کے لحاظ سے نہیں بلکہ مرتبہ کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ مولانا نے اس بنیادی نقطہ کی وضاحت کے لیے آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبین کا حوالہ دے کر ارشاد فرمایا کہ یہاں آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایک بڑی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ آیت کا یہ حصہ ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم پر عطف ہے اور ''ولاکن'' ماقبل معطوف کی وجہ فضیلت ہے اور اگر دیکھا جائے تو کسی زمانے کے لحاظ سے پہلے یا بعد میں آنا کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ صرف خاتم اگر آخر میں ہونے کے معنی میں ہو تو کوئی خاص فضیلت نہیں بلکہ یہ تو ایسا وصف ہے جیسے قد وقامت، شکل ورنگ، حسب ونسب اور سکونت وغیرہ۔ اور ان تمام اوصاف کو نبوت سے تعلق نہیں کہ ان کی وجہ سے آپ کو جملہ انبیاء پر فضیلت حاصل ہو۔ اسی طرح فقط خاتم زمانی میں کوئی فضیلت معلوم نہیں ہوتی مگر اللہ کے معجز کلام میں خاتم النبیین کو بہت بڑی فضیلت بیان فرمایا۔ تو اس کا مطلب لازماً یہ ہے کہ یہاں صرف ختم زمانی والی تعریف مراد نہیں بلکہ کوئی اور وصف بھی مراد ہے جو حقیقتاً وجہ فضیلت نبوی ﷺ ہے اور وہ آپکا خاتم مرتبی ہونا ہے۔ اس بات کو حضرت مولانا ایک مثال سے ظاہر کرتے ہیں کہ جس طرح سورج بھی روشن اور

درو دیوار بھی روشن ہیں۔ مگر درو دیوار کا نور آفتاب کے نور کا فیض ہے۔اس لیے مقصود بالعرض اور موصوف بالذات کی اصطلاح استعمال کر کے سورج کو موصوف بالذات اور درو دیوار کو موصوف با لغرض کہا۔ یوں جملہ انبیا کی نبوت کو مقصود بالعرض اور حضور ﷺ کی نبوت کو موصوف بالذات قرار دے کر آپکی مرتبی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ سب نبیوں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ اس طرح آپ نبوت کے خاتم ہیں اور حقیقی فضیلت خاتم مرتبی ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ خاتم زمانی ہونے کی وجہ سے مگر ساتھ ساتھ یہ صراحت بھی بیان فرمادی کہ آپ کا دین افضل واکمل تھا اور دیگر جملہ ادیان کا ناسخ تھا اس لئے منسوخ ادیان کو پہلے لاکر ناسخ کو زمانی اعتبار سے بھی آخر میں کر دیا گویا فضیلت حقیقی تو مرتبی خاتمیت ہی سے تھی مگر حسب ضرورت زمانی خاتمیت بھی آپ ہی کو عطا فرمادی۔ گویا حقیقت میں آپ کا خاتم ہونا باعتبار فضیلت کے تھا۔ مگر فضیلت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کا زمانہ بھی آخری ہو اور آپ کے بعد یہ منصب نبوت بالکل ختم ہو جائے۔ اس لئے آپ ﷺ کی فضیلت مرتبی کی وجہ سے تاخیر زمانی اور سد باب مدعیان نبوت خود بخود لازم آجاتا ہے اور اس طرح آپ کی فضیلت دوبالا ہو جاتی ہے۔

اب قابل اعتراض عبارت کے آخری حصہ کو جو صفحہ نمبر ۳ سے لیا گیا ہے ماقبل اور مابعد کے ساتھ ملا کر پڑھئے اور اعتراض کرنے والے کی کمال خیانت کی داد دیجئے۔

"بعد حمد وصلوۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس کو

مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت، شکل و رنگ، حسب و نسب اور سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں میں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اور ان کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں: (☆۴۳)

اسی عبارت کے تسلسل میں صفحہ نمبر۴ پر لکھتے ہیں:

''سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اور ان کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے، غرض جیسے آپ نبی اللہ ویسے نبی الانبیاء بھی ہیں۔'' (☆۴۴)

اس خود ساختہ اعتراض کی کمزوری کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود مصنف جس عبارت کو واشگاف الفاظ میں آنحضرت ﷺ کی مدح و فضیلت کی انتہائی بلندی خاتمیت مرتبی کے اثبات کے لئے لائے ہیں معترض کم فہم نے اسکو دوسری لاتعلق عبارت کے ساتھ آخر میں جوڑ کر ایک بالکل دوسرا مفہوم اخذ کیا اور واضح و اجماعی عبارت کو قابل اعتراض بنا دیا۔ داد دیجئے ایسے خیانت گر کی بصیرت کو۔

عبارت کا دوسرا حصہ:

(☆۴۳) تحذیر الناس/مولانا محمد قاسم نانوتوی/قاسمی پریس، دیوبند/۱۳۴۴ھ/ص ۳

(☆۴۴) ایضاً/ص ۴

یہ حصہ صفحہ نمبر ۱۴ کی ایک طویل عبارت کا ٹکڑا ہے پوری عبارت یوں ہے:

''عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوتا ہے، جیسے انبیاء گزشتہ کا وصف نبوت میں حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا۔ اسمیں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ﷺ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ ﷺ پر مختتم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم للبشر ہی ختم ہولیا تو پھر سلسلہ علم وعمل کیا چلے۔ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ ﷺ کا خاتم ہونا گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ ﷺ کے زمانہ میں بھی کہیں نبی ہو جب بھی آپ ﷺ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہیئے۔''

اس عبارت میں کس تناظر میں بات ہو رہی ہے اور معترض کیا اعتراض کر رہا ہے۔ اسے کج فہمی کہیئے یا کم فہمی کہ سیدھی بات کو یا تو سمجھ نہ سکے اور یا جان بوجھ کر الٹا مطلب پہنا دیا ہے اور حجۃ اللہ فی الارض کے ظاہری اثبات کو منفی ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ خاتم کے معنی فقط زمانی خاتمیت نہیں بلکہ خاتمیت مکانی، خاتمیت زمانی اور خاتمیت مرتبی تینوں شامل ہیں بلکہ حقیقی خاتمیت تو مرتبی ہے جو باعث فضیلت ہے اور اسے اگر صحیح سمجھ کر مان لیا جائے تو خاتمیت زمانی ومکانی خود بخود ثابت ہو جاتی ہیں اور مزید کسی اضافی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔

اس کے باوجود کتاب کے ابتدائی صفحات میں حضرت مولانا نے خاتمیت زمانی کو اول

قرآن کی آیت خاتم النبیین سے ثابت کیا اور پھر حدیث متواتر اور اجماع امت سے ثابت کیا اور جو منکر خاتم زمانی ہو اس کو کافر کہا۔

عبارت مذکورہ بھی شروع میں خاتمیت زمانی ہی کا ثبوت ہے اور یہ صراحت بھی کہ انبیاء گزشتہ کا وصف نبوت آپ کے فیض نبوت کا محتاج ہے اور آپکے زمانے میں یا آپکے بعد کے زمانے کے انبیا ہوں تب بھی یہ آپکی خاتمیت مرتبی سب پر مقدم اور افضل۔ مگر آپ کا ختمی مرتبت ہونا از خود زمانی کا مطالبہ کرتا ہے اور حقیقی خاتمیت مرتبی خاتمیت زمانی اور مکانی دونوں کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ہے۔

مولانا نے عبارت مزکورہ میں (جو باعث اعتراض سمجھی گئی ہے) جیسا کہ اسکے ماقبل تفصیلی عبارت میں زمانی و مکانی خاتمیت کو ثابت کر دیا ہے۔ فرمارہے ہیں کہ اگر بالفرض صرف خاتمیت مرتبی ہی ہوتی تو زمانے اور مکان کی قید کی ضرورت نہ تھی۔ آپ خاتم الانبیا بالوصف ہوتے۔ مگر آپ کا یہ رتبہ زمانی اور مکانی دونوں کا مقتضی ہے۔ لہٰذا اس لفظ خاتم میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں اور علی العموم مرتبی زمانی اور مکانی خاتمیت تمام انبیا پر آپ کو حاصل ہے۔

یہاں جملہ "بلکہ" "اگر" اور "بالفرض" تینوں اپنی وضاحت کرتے ہیں۔ اگر انہیں ماقبل کے مضمون کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ اکیلی عبارت تو جیسے پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔

قرآن مجید کی آیت بھی قابل اعتراض بن سکتی ہے جیسے:

لا تقربوا الصلوۃ (نماز کے قریب مت جاؤ)

اگر کوئی کوڑھ مغز شخص آیت شریفہ کے اس حصہ کو لے کر یہ رٹ لگائے کہ قرآن ہی میں ہے کہ نماز نہ پڑھو اور میں نماز نہ پڑھ کر قرآن کے ایک حکم پر تو عمل کرتا ہوں۔ لازماً اہل علم کے علاوہ عام مسلمان بھی اسے احمق اور جاہل ہی کہیں گے، کوئی بھی اس کی اس دلیل کو قبول نہیں کرے گا۔ اب قابل اعتراض عبارت کے اگلے ٹکڑے کو لیجئے۔

'' بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

یہ صفحہ ۲۸ کی واضح عبارت کا ٹکڑا ہے جو اپنے سیاق وسباق کے ساتھ یوں ہے:

''ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثلت نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''۔

ساری عبارت پڑھنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ قابل اعتراض عبارت میں اشکال تب ہوتا کہ بات خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت کی نہ ہوتی۔ یہاں تو خاتمیت مرتبی کی بات ہو رہی ہے جو پہلے ثابت ہو چکی کہ مقصود بالذات ہے اور اس کے قبول کرنے سے خاتمیت زمانی خود بخود لازم آتی ہے، جیسا کہ صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائے۔

بالجملہ رسول اللہ ﷺ وصف نبوت میں موصوف بالذات ہیں اور سوا آپ ﷺ کے اور انبیاء موصوف بالعرض۔ اس صورت میں اگر رسول ﷺ کو اول یا وسط میں رکھتے تو انبیاء متاخرین کا دین اگر مخالف دین محمد ﷺ ہوتا تو اعلیٰ کا ادنیٰ سے منسوخ ہونا لازم آتا، حالانکہ خود فرماتے ہیں:

" ما نسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها او مثلها "

اور کیوں نہ ہو، یوں نہ ہو تو اعطاء دین منجملہ رحمت نہ رہے۔ آثار غضب میں سے ہو جائے۔۔۔ میرے ناقص خیال میں تو وہ بات ہے کہ سامع منصف انشاء اللہ انکار

ہی نہ کر سکے سو وہ یہ ہے کہ تقدم تاخر زمانی ہوگا یا مکانی یا مرتبی یہ تین نوعین ہیں ، باقی مفہوم تقدم و تاخراں ان تینوں کے حق میں جنس اور ظاہر ہے کہ مثل چشم و چشمہ وذات وغیرہ معانی لفظ عین ان تینوں میں ۔'' (☆۴۵)

یہاں مولانا موصوف نے ختم زمانی کو لفظ خاتم کا جز وجنس قرار دیا اور آپ ﷺ کے لئے خاتمیت زمانی کو عقلاً ونقلاً ثابت کیا اور پھر یہ وضاحت کہ:

''عرض پرواز ہو کہ اطلاق خاتم اس بات کو مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوتا ہے۔'' (☆۴۶)

اس تفصیل کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت مولانا موصوف خاتمیت زمانی، مکانی اور مرتبی تینوں کو جناب رسالت مآب ﷺ کی ذآت بابرکات کے لئے ضروری سمجھتے ہیں مگر حقیقی فضیلت مرتبی کی ہے اور زمانی اور مکانی اس کی وجہ سے خود بخو رلازم آتی ہیں۔ اب اس مرتبی خاتمیت کو واضح کرنے کے لئے عبارت مذکورہ صفحہ نمبر ۲۸ میں ''بلکہ'' ''اگر'' ''بالفرض'' کہہ کر یہ کہا کہ کوئی نبی پیدا ہو یعنی ایسا ہے تو نہیں ، ہو نہیں سکتا اور ہونا ممکن بھی نہیں کہ خاتمیت مرتبی کے لئے خاتمیت زمانی ومکانی لازم ہیں۔ پس اگر ایسا ہوتا تب بھی نہ ہوتا اور ہو سکتا ہی نہیں۔

یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ ساری وضاحت کے بعد اس طرح کے مفروضہ کے بیان کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ تو واضح رہے کہ تحذیر الناس مسئلہ ختم نبوت کے ثبوت کے لئے نہیں لکھی گئی بلکہ امکان اور امتناع نظیر کے جھگڑے میں امکانیوں کی طرف سے اثر ابن عباسؓ کو بطور دلیل پیش کرنے پر مخالفین کا ان پر الزام کفر لگایا گیا اور پھر اس حدیث ہی کے ماننے والوں کو کافر قرار دیا گیا۔ اس ضمن میں تحذیر الناس میں یہ بات ثابت ہوئی کہ حدیث صحیح ہے اس کے مضامین عین اسلامی عقیدہ کے مطابق ہیں اور طبقات مختلفہ میں نبی جملہ انبیاء کی مثل تو ہو سکتے ہیں مگر طبقہ اخری

(☆۴۵) تحذیر الناس/مولانا محمد قاسم نانوتوی/قاسمی پریس، دیوبند/۱۳۴۴ھ/ص ۹۔۸

(☆۴۶) تحذیر الناس/مولانا محمد قاسم نانوتوی/قاسمی پریس، دیوبند/۱۳۴۴ھ/ص ۱۴

میں مثل نبی ﷺ کوئی نہیں ہو سکتا اور اگر ہوتا تو بھی آپ ﷺ کی خاتمیت مرتبی برقرار رہتی مگر خاتمیت زمانی و مکانی کی وجہ سے ایسا ہونا ممکن نہیں۔

تحذیر الناس اپنے موضوع پر انتہائی واضح اور مدلل ہے۔ معترضین یا تو اسے سمجھ نہیں سکے یا سرے سے پڑھا ہی نہیں اور یا پڑھ کر اور سمجھ کر بغض عناد کی بناء پر حضرت مولانا کی علوشان کو ماند کرنے کی سعی لاحاصل کی۔

یہ حقیر سی کوشش ان سادہ لوح مسلمانوں کی توجہ حقیقت کی طرف مبذول کرانے کے لئے ہے جو حق کے متلاشی ہوں اور انہیں گمراہ کیا جا رہا ہو۔ حقیقت میں اس موضوع پر الجنہ لِا ھل السنۃ از مولانا عبدالغنی دہلوی عبارات اکابر، از مولانا محمد سرفراز خاں صفدر، احتساب قادیانیت جلد دوم از مولانا محمد ادریس کاندھلوی اسلام اور قادیانیت کا ایك تقابلی مطالعہ، از مولانا عبدالغنی پٹیالوی، قادیانی شبہات کے جوابات از مولانا اللہ وسایا اور تحفہ قادیانیت از مولانا محمد یوسف لدھیانوی انتہائی مدلل اور مفصل ہیں ان کا مطالعہ لازماً کیا جائے تا کہ احقاق حق اور ابطال باطل کما حقہ ہو سکے۔

☆☆☆

تکملہ

مکتوب حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی

نحمده و نصلی علی صفوة الخلق حبیب الالٰہ خاتم النبیین وعلی آله واصحبه و اصفیاء امته و علماء ملته اجمعین الیٰ یوم اللدین

حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء حق نے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ وسلام متشابہات سے ہے اور اس کی صحیح معرفت انسانی حیطہ ءامکان سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لیے سرمہ ءبصیرۃ کا کام دے سکتی ہے۔ رہے فریفتگان حسن مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس تحذیر الناس میں موجود ہے آپ نے اپنے علمی دقیق اور محققانہ انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، حسی ہو یا معنوی ظاہری ہو یا باطنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی کمال ہے اور جہاں کہیں کم و بیش اس کی جلوہ نمائی ہے وہ اثر نظر فیض حبیب کبریا ہے۔ **علیہ اجمل التحیۃ واطیب الثناء**

اسی طرح صفت نبوت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متصف بالذات ہیں اور حضور کے علاوہ جس کو یہ شرف بخشا گیا ہے اس کے لیے حضور کی ذات ستودہ صفات واسطہ فی العروض ہے اسی طرح تمام وہ علوم جو مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء کرام اور رسل عظام کو دیے گئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قلب میزان سب علوم الاولین والآخرین کا جامع اور امین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت علم روح محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مربی ہے۔

اسی ضابطہ اور مسلم قاعدہ کی روشنی میں مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل وخرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی خداداد نور فراست سے سمجھ سکتے ہیں۔ عوام کے نزدیک تو ختم نبوۃ کا اتنا ہی مفہوم ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد اور کوئی نبی نہیں آ سکتا اور بے شک یہ درست ہے اس میں کسی کو کلام نہیں اور نہ کسی کو مجال شک ہے اور اس میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے جس طرح دوسری ضروریات دین سے انکار کرنے والا لیکن اس کے علاوہ ختم نبوۃ کا دوسرا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح موصوف بالعرض کی علت اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش وجستجو انسان کو اس موصوف تک لے جاتی ہے۔ جو اس صفت سے موصوف بالذات ہو اور اس تک پہنچنے کے بعد تلاش و تجسس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ غور فرمائیے، عالم کی تمام اشیاء صفت وجود سے متصف ہیں لیکن صفت وجود ان میں بالذات نہیں پائی جاتی بلکہ بالعرض پائی جاتی ہے، اب اِس صفت وجود سے متصف ہونے کی ہم تلاش شروع کریں گے تو یہ سلسلہ ذات باری تعالیٰ تک پہنچے گا جو بالذات صفت وجود سے متصف ہے اور یہاں پہنچ کر یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا ، ورنہ ماننا پڑے گا کہ ذات خداوندی صفت وجود سے بالذات متصف نہیں جو صراحۃً باغیانہ حرکت ہے اس لیے جیس وصف وجود کا سلسلہ موجود بالذات پر آ کر ختم ہو گیا۔ اسی طرح ہر معروض بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح تمام انبیاء جو صفت نبوت سے بالعرض موصوف ہیں کی وجہ اتصاف بصفۃ النبوۃ کا سراغ لگایا جائے تو فہم رسا اس ذات قدسی صفات (ذات پاک آں والا صفات مراد ہے) تک پہنچ کر رُک جاتی ہے جیسے حریم کبریا سے رحمۃ للعلمین کی خلعت مرحمت ہوتی ہے اور جس کے سر مبارک پر خاتم النبیین کا نورانی تاج نور افشاں ہے گویا عوام کی قاصر نگاہیں صرف انجام کار حضور کی خاتمیت کو سمجھ سکیں لیکن مقبولانِ بارگاہ صمدیت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور مبدأً لمّاً دونوں طرح سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں۔ اللّٰھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وصحبہ و اتباعہ و بارك وسلم الی

یوم الدین

ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبداء اور مآل ابتداء اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اگر اُمت مرزائیہ کی علمی سطح سے بلند تر ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور؟

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں جادہ مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ آمین ثم آمین

مہر

دستخط محمد کرم شاہ من علماء الازہر الشریف

سجادہ نشین بھیرہ، ضلع سرگودھا

۱۱ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ۔ ۲۲ جون ۱۹۶۴ء

یہ دستخط میرے ہی ہیں اور مہر بھی لگائی ہے

محمد کرم شاہ من علماء الازہر الشریف۔ بھیرہ

ہذا کلہ صحیح عندی اس سے ختم نبوت ثابت ہے نہ کہ اجرائے نبوت

ابو سعید غفرلہ

مدرس مدرسہ سعیدیہ رضویہ، مسجد جھجیوالی، للیانی، ضلع سرگودھا

۸۔ اگست ۱۹۷۱ء

عکس مکتوب حضرت پیر کرم شاہ صاحب بھیروی

نحمدہ ونصلی علی صفوۃ الخلق حبیب الالٰہ خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ
واصفیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین الی یوم الدین ۔

حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا ۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ علوم متشابہات سے ہے اور اسکی صحیح معرفت حیطۂ انسانی امکان سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کیلئے سرمۂ بصیرت کا کام دے سکتی ہے ۔ رہے فریفتگان حسن مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس میں موجود ہے ۔ (تحذیر الناس) (ص ۳)

آپ نے اپنے علمی، دقیق اور محققانہ انداز میں یہ واضح کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہر قسم کا کمال علمی ہو یا عملی، حسی ہو یا معنوی، ظاہری ہو یا باطنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی کمال ہے اور جہاں کہیں کم و بیش اسکی جلوہ نمائی ہے وہ اثر نظر فیض حبیب کبریا علیہ اجمل التحیۃ واطیب الثناء ۔

اسی طرح صفت نبوت و رسالت سے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم متصف بالذات ہیں اور حضور کے صدقہ میں کو یہ شرف عظیم بخشا گیا ہے اس لئے حضور کی ذات ستودہ صفات واسطہ فی العروض ہے ۔ اسی طرح تمام وہ علوم جو مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء کرام اور رسل عظام کو دیئے گئے نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا قلب منیر ان سب علوم الاولین والآخرین کا جامع اور امین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت علیم علم روح ہادی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مربی ہے اسی ضابطہ اور مسلمہ قاعدہ کی روشنی میں مولانا خاتم النبیین کی صفت کی تحقیق فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں ۔ ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی خداداد نور فراست سے سمجھ سکتے ہیں ۔ عوام کے نزدیک تو ختم نبوت کا اتنا ہی مفہوم ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا ۔ اور بے شک یہ درست ہے اس میں کسی کو کلام نہیں اور نہ کسی کو مجال شک ہے ۔ اور اس میں شک کرنے والا دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے جس طرح دوسری ضروریات دین سے انکار کرنے والا لیکن اس کے علاوہ ختم نبوت کا دوسرا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح موصوف بالعرض کی علت اتصاف کا تجسس کیا جائے تو تلاش و جستجو انسان کو اس موصوف تک لے جاتی ہے جو اس صفت سے موصوف بالذات ہے اور اس تک پہنچنے کے بعد تلاش و تجسس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے ۔ مثال کے طور پر آپ غور فرمائیے عالم کی اشیاء صفت وجود سے متصف ہیں لیکن صفت وجود ان میں بالذات نہیں پائی جاتی بلکہ بالعرض پائی جاتی ہے ۔ اب اس صفت وجود سے متصف ہونے کی علت کی جب ہم تلاش شروع کریں گے تو یہ سلسلہ ذات باری تک پہنچ کر جو

بالذات صفتِ وجود سے متصف ہے اور یہاں پہنچ کر یہ سلسلہ ختم ہو جائیگا ورنہ ماننا پڑے گا کہ ذاتِ خداوندی صفتِ وجود سے بالذات متصف نہیں۔ جو صراحۃً باغیانہ حرکت ہے۔ ایسے جیسے وصفِ وجود کا سلسلہ موجود بالذات پر آکر ختم ہو گیا اسی طرح ہر موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح تمام انبیاء جو صفتِ نبوت سے بالعرض موصوف ہیں کی وجہ اتصاف بصفۃ النبوۃ کا سراغ لگایا جائے تو فہم رسا اس ذات قدسی صفات تک پہنچ کر رک جاتی ہے جسے حریم کبریا سے رحمۃ للعالمین کی خلعت مرحمت ہوئی ہے اور جس کے سر مبارک پر خاتم النبیین کا نورانی تاج نور افشاں ہے گویا عوام کی قاصر نگاہیں صرف اختتام کار حضور کی خاتمیت کو سمجھ سکیں لیکن مقبولان بارگاہ صمدیت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور مبدأً و مآلاً دونوں طرح سلسلۂ نبوت کے خاتم ہیں۔ اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ وبارک وسلم الی یوم الدین

ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبدء اور مآل ابتداء اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اگر مرزائیت مرزائیہ کی علمی سطح سے بلند تر ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور؟

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں جادۂ مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

محمد کرم شاہ
بن حضرت الازہر والشریف
سجادہ نشین
بھیرہ۔ ضلع سرگودھا

۱۱ر صفر المظفر ۱۳۸۴ھ
۲۲ر جون ۱۹۶۴ء

یہ دستخط حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب کے ہیں
[illegible]
[illegible] الازہر الشریف
بھیرہ

هذا ما [illegible] عندی [illegible]
ابو [illegible]
[illegible]
۱۰ اگست ۱۹۶۴ء

الشہاب الثاقب
علی
المسترق الکاذب

از

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

معہ

غایۃ المامول
فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول
از
علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ
علی ساکنہا الصلوٰۃ والسلام

ترغیم حزب الشیطان
بتصویب حفظ الایمان
از
حضرۃ مولانا ابوالرضا محمد عطاء اللہ قاسمی بہاری
رحمہ اللہ تعالےٰ

انجمن ارشاد المسلمین
۶۔بی، شاداب کالونی ○ حمید نظامی روڈ ○ لاہور

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کی ترمیم کے مطابق،
معنون، محشّٰی اور تسہیل شدہ نسخہ

حفظ الایمان

عن الزیغ و الطغیان

سجدۂ تعظیمی، غیر کعبۃ اللہ کے طواف اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
پر اطلاقِ "عالم الغیب" کے بارے میں مفصل اور مدلل بیان

معہٗ

بسط البنان
لکف اللسان
عن کاتب حفظ الایمان

تغییر العنوان
فی بعض
عبارات حفظ الایمان

مصنفہ

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

ترتیب و تقدیم

فخرِ اہلِ سنت حضرت مولانا قاری عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ
استاذِ حدیث و تفسیر جامعہ مدنیہ، لاہور

ناشر
انجمن ارشاد المسلمین
لاہور

اظہارِ حقیقت میں تاخیر جرم ہے

(ایک سابق بریلوی کے قلم سے)

مولانا محبوب عالم حزیںؔ الاعظمی

ادارہ تحقیقات اہلِ سُنّت

بلال پارک، بیگم پورہ، لاہور

ادارہ تحقیقات اہل سنت کی مطبوعات

- الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب — مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
- حفظ الایمان عن الذبع والطغیان — مولانا اشرف علی تھانویؒ
- فتوحات نعمانیہ (مناظروں کی روداد) — مولانا محمد منظور نعمانیؒ
- امام اہل سنت علامہ محمد عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ — پروفیسر محمد عبدالحی فاروقی
- اہل سنت و جماعت کے عقائد — مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
- اظہار حقیقت میں تاخیر جرم ہے — مولانا محبوب عالم حزیں الاعظمی (سابق بریلوی)
- تحذیر الناس۔ایک تحقیقی مطالعہ — پروفیسر سید شجاعت علی شاہ گیلانی
- اہل سنت و جماعت کون: دیوبندی یا بریلوی؟ — مولانا محمد عیسیٰ منصوری

تقسیم کنندہ

دارالکتاب

غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

Ph: 042-7235094

ادارہ تحقیقات اہل سنت